یہاں صیغہ امر سے نفی جواز مراد ہے۔یعنی اے عائشہ ان کا یہ شرط رکھنا جائز نہیں۔لیکن محدثین کی تاویلات میں سب سے عمدہ تاویل یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہاں اشترطی بمعنی دعی ہے کہ اے عائشہ تم ان لوگوں کے شرط لگانے کے معاملہ کو چھوڑ دو کہ میں ان کو پہلے ہی خبردار کر چکا ہوں کہ ولاء تو آزاد کرنے والے ہی کی ہوتی ہے مگر یہ پھر بھی اپنی ہی بات کے درپے ہیں گویا یہ حدیث زجر و توبیخ کے باب سے ہو جائے گی۔بعض علماء اس حدیث کے الفاظ کو اس کے ظاہر پر رکھتے ہیں۔ان علماء میں سے بعض کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے جواز و اباحت مراد ہے ظاہر ہے کہ یہ قول سرے سے باطل ہے اس لیے کہ پھر رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا کیا معنی ہوگا کہ''ولاء تو صرف آزاد کرنے والے ہی کے لیے ہے۔''بعض کہتے ہیں کہ پہلے غیر معتق کے لیے بھی اجازت تھی پھر منسوخ ہوگئی۔بعض کا کہنا ہے کہ حدیث تو اپنے ظاہر پر ہی ہے مگر یہ حضرت عائشہؓ کے اس واقعہ کے ساتھ خاص ہے۔ایسی صورت میں تفسیر یہ ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے یہ فرما کر انہیں اجازت دے دی کہ ٹھیک ہے ولاء وہی رکھ لیں پھر ممانعت فرمادی تا کہ یہ ممانعت انتہائی سخت اور تاکیدی ہو جائے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں ان کے لیے ولاء کی شرط اور آزادی ملے ہوئے نہیں ہے تو گویا شرط پہلے منظور فرمائی تھی اور آزادی کا معاملہ بعد میں ہوا۔یہ تعبیر بھی محل نظر ہے اس لیے کہ بہر صورت یہ تو لازم آتا ہے کہ آپؐ ایک ایسی چیز کو منظور فرمالیں جو حضرت عائشہؓ پوری نہ کر سکیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور تعبیر یہ ہے کہ آپؐ نے اولاً اجازت دے دی اور پھر بطور سزا اس اجازت کو منسوخ فرمادیا۔

ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم اسی تعبیر کو پسند فرماتے تھے کہ اس میں کلام کو اس کے ظاہر سے پھیرنا بھی نہیں پڑتا اور مفہوم بھی درست ہو جاتا ہے۔(مقالہ نگار نے یہ آراء ابو فاطمہ الحسنی کے خاص اسی حدیث پر لکھے گئے مقالہ''اسعاف الفضلاء بما قیل فی معنی اشترطی لھم الولاء''سے نقل کی ہیں جو متعدد ویب سائٹس پر موجود ہے۔ملاحظہ ہو۔

www.ahlalhadith. com/vb/showthread.php?t=97146

بالاختصار بحث کے لیے ملاحظہ ہو۔

ابن حجر،احمد بن علی،فتح الباری،بیروت،دار المعرفہ ۱۳۷۹ھ،۱۹۰/۵-۱۹۲

۱۳۔ فتح الباری،۱۹۰/۵-۱۹۲

۱۴۔ ضرورت اضطرار کے وقت کریڈٹ کارڈ کے استعمال کی اجازت معاصر فقہاء مانعین میں سے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد نے ذکر کی ہے۔ملاحظہ ہو:عبدالواحد،مفتی،ڈاکٹر،جدید معاشی مسائل اور حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ کے دلائل کا جائزہ،کراچی،مجلس نشریات اسلام،۲۰۰۸ء،ص ۱۷۲

۱۵۔ بطاقات المعاملات المالیہ،دراسۃ فقہیۃ تحلیلیۃ،۱۰/۱۲۳۰

۱۶۔ محمد اسامہ،مولانا،کریڈٹ کارڈ کے شرعی احکام،کراچی دارالاشاعت،۲۰۰۵ء،ص ۴۲

۱۷۔ جدید معاشی مسائل اور حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ کے دلائل کا جائزہ،ص ۱۴۹

۱۸۔ ایضاً،ص ۱۶۸

۱۹۔ صادق کریڈٹ کارڈ کی یہ تفصیلات متعلقہ بینک کی ویب سائٹ سے لی گئی ہیں۔ملاحظہ ہو:

www.staudardchartered. Com.pp/pr/islamic/credit-debit- cords/en/saadiq-visa_credit- cards. html

سواری پر نماز کے احکام۔۔۔فقہی مسالک کا تقابلی مطالعہ

محمد حسیب*

محمد سعد صدیقی**

نماز بدنی عبادات میں سے اہم ترین عبادت ہے جس کی ادائیگی ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے۔نماز کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ سفر میں نماز کا ہے۔موجودہ دور میں سفر کے تین ذرائع ہیں اس اعتبار سے سفر کی تین اقسام ہیں

۱۔ بری سفر ۲۔بحری سفر ۳۔ہوائی سفر

سفر کی تینوں حالتوں میں نماز کی ادائیگی اور اس کے طریقہ کار کے حوالے سے فقہی مسالک کے احکام ودلائل بیان کیے جاتے ہیں۔

سواری پر نفل نماز:

تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ سفر شرعی میں سواری پر نوافل ادا کرنا جائز ہے۔طویل سفر میں سواری پر نوافل کے جواز اور نماز کے اشارے کے ساتھ ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے البتہ اگر سفر طویل نہ ہو تو فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں نوافل کی ادائیگی جائز ہے جبکہ فقہاء احناف اور مالکیہ کے نزدیک جائز نہیں۔قدرت ہونے کی صورت میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت قبلہ رخ ہونا فقہاء احناف اور مالکیہ کے نزدیک شرط نہیں جبکہ فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں شرط ہے۔مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ وہ سفر معصیت نہ ہو۔(۱)

فقہاء نے اس پر درج ذیل روایات سے استدلال کیا ہے۔

"عن ابن عمر قال ان رسول الله ﷺ كان يصلى سبحته حيث ما توجهت به ناقته." (۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے خواہ اونٹنی کا منہ کسی طرف ہوتا۔

"عن ابن عمر ان النبی ﷺ کان یصلی علی راحلته حیث توجهت به"(۳)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھا کرتے تھے خواہ

*پی ایچ ڈی (سکالر)، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

اونٹنی کا منہ کسی طرف ہوتا۔"

" عن ابن عمر رضی الله عنهما قال كان رسول الله ﷺ يصلی و هو مقبل من مكة الى المدينه على راحلته حيث كان وجهه قال وفيه نزلت فاينما تولو: فثم وجه الله " (۴)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر نماز پڑھی خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو۔اس حال میں کہ آپ مکہ سے مدینہ کی طرف جا رہے تھے۔اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:"تم جس طرف منہ کرو گے اللہ ہی کی ذات ہے"۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

"عن ابن عمر قال رايت رسول الله ﷺ يصلى علىٰ حمار وهو موجه الىٰ خيبر."(۵)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر نماز پڑھ رہے تھے اس حال میں آپ کا منہ خیبر کی طرف تھا۔"

" عن سعيد بن يسار انه قال كنت اسير مع ابن عمر رضى الله عنهما بطريق مكة قال سعيد فلما خشيت الصبح نزلت فاوترت ثم ادركته فقال لى ابن عمر اين كنت فقلت له خشيت الفجر فنزلت فاوترت فقال عبدالله اليس لک فى رسول الله ﷺ اسوة فقلت بلىٰ والله قال ان رسول الله ﷺ كان يوتر على البعير."(۶)

"سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ کے راستے پر جا رہا تھا جب فجر طلوع ہونے کا خدشہ ہوا تو میں نے سواری سے اتر کر وتر پڑھے اور پھر ان سے جا ملا حضرت ابن عمر نے مجھ سے پوچھا: کہاں گئے تھے؟ میں نے کہا طلوع فجر کے خوف سے وتر پڑھے ہیں۔حضرت ابن عمر نے کہا کیا تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نمونہ نہیں ہے؟ میں نے کہا بخدا کیوں نہیں؟ تب حضرت عمر نے کہا رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔"

" عن سالم بن عبدالله عن ابيه رضى الله عنه قال كان رسول الله ﷺ يسبح على الراحلة قبل اى وجه ويوتر عليها غير انه لا يصلى عليها المكتوبة." (۷)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو۔اسی سواری پر وتر پڑھتے تھے مگر فرض نماز اس پر نہیں پڑھتے تھے۔"

"عن عبدالله بن عمار بن ربیعۃ اخبرہ ان اباہ اخبرہ انہ رای رسول الله ﷺ یصلی اسبحۃ باللیل فی السفر علیٰ ظہر راحلتہ حیث توجہت." (۸)

"حضرت عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں رات کو اپنی سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔"

"عن انس بن سیرین قال تلقینا انس بن مالک رضی الله عنه حین قدم الشام فتلقیناہ بعین التمر فرایتہ یصلی علیٰ حمار ووجہہ ذاک الجانب واومیٰ ھمام عن یسار القبلۃ فقلت لہ رایتک تصلی لغیر القبلۃ قال لولا انی رایت رسول الله ﷺ یفعلہ لم افعلہ." (۹)

"انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب شام سے آئے تو عین التمر کے مقام پر ہم نے ان سے ملاقات کی، میں نے دیکھا کہ وہ دراز گوش پر نماز پڑھ رہے تھے اور اس کا منہ اُس جانب تھا (ھمام کہتے ہیں کہ اس کا منہ قبلہ کی بائیں جانب تھا) میں نے ان سے کہا کہ آپ قبلہ کو چھوڑ کے دوسری جانب منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی نہ کرتا۔"

سواری پر فرض نماز:

شرعی عذر کے بغیر سواری پر فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں البتہ عذر کے وقت سواری پر فرض نماز ادا کرنا جائز ہے۔ جن اعذار کی وجہ سے سواری پر فرض نماز ادا کرنا جائز ہے فقہاء کرام کے ہاں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

فقہاء احناف میں امام محمد فرماتے ہیں:

"قلت ارایت ان صلی المکتوبۃ علی دابتہ؟ قال لا یجزیہ و علیہ ان یعید قلت فان کان مریضا لا یستطیع النزول او کان یتخوف علی نفسہ من السباع و غیرھا قال یجزیہ." (۱۰)

"میں نے امام ابوحنیفہ سے کہا یہ بتلایئے کہ اگر کوئی شخص چوپایہ پر فرض پڑھے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا جائز نہیں اور اس پر اعادہ لازم ہے، میں نے کہا اگر وہ بیمار ہو اور خود سے نہ اتر سکتا ہو یا زمین پر نماز پڑھنے کے سبب اس کو درندوں یا کسی اور سے جان کا خطرہ ہو۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہے۔"

جب چوپایہ سے اترنے میں ہلاکت کا خطرہ ہو تو چوپایہ پر فرض پڑھ سکتا ہے اور اعادہ نہیں۔

علامہ شمس الدین سرخسی اعذار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فقد جوز لهم الصلوٰة على الدابة عند تعزر النزول بسبب المطر فكذٰلك بسبب الخوف من سبع او عدو ولان مواضع الضرورة مستثناة."(۱۱)

"رسول اللہ ﷺ نے بارش کے سبب چوپایہ سے اترنے میں دشواری کی وجہ سے چوپایہ پر فرض جائز قرار دیے ہیں اسی طرح دشمن یا درندوں کے خوف کی وجہ سے چوپایہ پر فرض جائز ہیں اور اس لیے بھی کہ ضرورت کی وجوہات مستثنیٰ ہوتی ہیں۔"

علامہ اوز جندی فرماتے ہیں:

"ولا تجوز المكتوبة الامن عذرومن الاعذار ان يخاف من نزول الدابة علىٰ نفسه او علىٰ دابته من سبع اولص او كان فى طين وردغة لا يجد علىٰ الارض موضعا يابسا او كانت الدابة جموحا لو نزل لا يمكنه الركوب الا بمعين او كان شيخا كبيرا لو نزل لايمكنه ان يركب ولا يجد من يعينه فتجوز الصلوٰة علىٰ الدابة فى هذه الاحوال لقوله تعالىٰ فان خفتم فرجالا او ركبانا ولا يلزمه الاعادة اذا قدر بمنزلةالمريض اذا صلىٰ بالايماء على الدانة وان كانت الدابة تسير."(۱۲)

"بغیر عذر کے چوپایہ پر فرض نماز پڑھنا جائز نہیں ہیں، اعذار یہ ہیں: چوپایہ سے اترنے میں اسے اپنی جان یا چوپایہ کی جان کا درندہ یا چور سے خطرہ ہو، یا زمین پر کیچڑ ہو اور خشک جگہ نہ پائے یا چوپایہ سرکش ہو اس سے اترنے کے بعد بغیر مددگار کے اس پر سوار نہ ہو سکتا ہو اور مددگار میسر نہ ہو، ان احوال میں چوپایہ پر نماز جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) "اگر تمہیں خوف ہو تو پیادہ یا سوار ہو کر نماز پڑھو" اور سواری سے اترنے پر قادر ہونے کے بعد اس پر نماز کا دہرانا لازم نہیں ہے جیسا کہ مریض سواری پر اشاروں کے ساتھ نماز پڑھتا ہے خواہ چوپایہ اس حال میں چل رہا ہو۔"

عالم گیری نے کچھ مزید عذر بیان کیے ہیں:

"ولا تجوز الصلوة على الدابة الا من عذرومن الاعذار ان يخاف لو نزل على الدابة على نفسه او على ثيابه او دابته لصا او سبعا او عدوا او كانت الدابة جموحا لو نزل عنها لا يمكنه الركوب الابمعين او كان شيخا كبيرا لايمكنه ان يركب ولا يجد من يركبه او كان فى طين وردغة لا يجد على الارض مكانا يابسا هكذا فى المحيط ولا تلزمه الاعادة اذا استطاء النزول كذا فى السراجُ الوهاج." (۱۳)

''بغیر عذر کے چو پایہ پر فرض نماز جائز نہیں ہے، اوراعذار یہ ہیں: چو پایہ سے اترنے میں اس کو اپنی جان یا اپنے کپڑوں یا سواری کی جان کا چور، درندہ یا دشمن سے خطرہ ہو، یا چو پایہ سرکش ہواس سے اترنے کے بعد بغیر مددگار کے اس پر سوار نہ ہوسکتا ہو، یا بوڑھا خود سے سوار نہ ہوسکتا ہواور سوار کرنے والا نہ پائے، یا زمین پر کیچڑ ہواور خشک جگہ نہ ہو، محیط میں اسی طرح ہے اوراترنے پر قادر ہونے کے بعد اس پر اعادہ لازم نہیں ہے، اسی طرح سراج وہاج میں ہے۔''

قاضی خاں اور عالمگیری کے علاوہ یہ اعذار علامہ کاسانی ،علامہ ابن ھمام ،علامہ بابرتی ،علامہ خوازمی ،علامہ حلبی ،علامہ شامی ،علامہ ابن نجیم ،علامہ حصکفی نے بھی بیان کیے ہیں۔(۱۴)

فقہاء مالکیہ فرماتے ہیں چار حالتوں میں سواری فرض نماز ادا کرنا جائز ہے۔

۱۔ دشمن سے شدید جنگ کی حالت میں جب سوری سے اترنا ممکن نہ ہو

۲۔ دشمن (درندہ یا چور) سے خوف کی حالت میں

۳۔ کیچڑ یا پانی جب اترنے یا کپڑوں کے آلودہ ہونے کا خوف ہو

۴۔ سوار جب مریض اور سواری سے اترنے کی طاقت نہ رکھتا ہو(۱۵)

فقہاء شافعیہ فرماتے ہیں ان اعذار کی وجہ سے سواری پر فرض نماز ادا کرنا جائز ہے

۱۔ زمین پر اتر کر فرض ادا کرنے کی صورت میں سفر کے ساتھیوں سے جدا ہونے کا اندیشہ ہو

۲۔ جان یا مال کا خوف ہو البتہ اس صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ یہ عذر نادر ہے۔(۱۶)

فقہاء حنابلہ فرماتے ہیں کہ ان اعذار کی وجہ سے سواری پر فرض نماز جائز ہے:

۱۔ بارش کی صورت میں کیچڑ سے بدن یا کپڑے آلودہ ہونے کا اندیشہ ہو

۲۔ ساتھیوں سے علیحدہ ہونے کا اندیشہ ہو

۳۔ سواری پر دوبارہ سوار ہونے سے عاجز ہو

۴۔ مرض میں اضافہ ہونے کا خدشہ ہو۔(۱۷)

کشتی اور بحری جہاز پر نماز:

ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ کشتی پر فرض نماز ادا کرنا جائز ہے۔(۱۸)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک بحری جہاز میں فرض نماز باوجود قیام پر قدرت کے بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور قبلہ کی طرف منہ

کرنا ضروری ہے اگر بعد میں جہاز قبلہ سے رخ بدلے تو وہ بھی اپنا رخ بدل لے۔

بحری جہاز پر نماز کے جواز میں حسب ذیل احادیث ہیں'

"عن یونس عن ابن سیرین قال خرجت مع انس الی بنی سیرین فی سفینة عظیمة قال فامنا فصلی بنا فیها جلوسا رکعتین ثم صلی بنا رکعتین اخراوین." (۱۹)

"یونس بیان کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے کہا کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحری جہاز پر بنو سیرین کیطرف گیا، حضرت انس نے بیٹھ کر ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس کے بعد دو رکعت اور نماز پڑھ لی۔"

"عن عبدالله بن ابی عتبة قال کنت مع جابربن عبدالله و ابی سعیدالخدری و ابی الدرداء واراه ذکر ابا هیریرة فی سفینة فامنا الذی امنا قائما ولو شئنا ان نخرج لخرجنا."(۲۰)

"عبداللہ بن ابی عتبہ کہتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ ابوسعید خدری، ابودرداء کے ساتھ کشتی میں تھا جس نے ہم کو کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی درآں حالیکہ اگر ہم کشتی سے نکل کر جانا چاہتے تو جا سکتے تھے۔ میرا گمان ہے کہ راوی نے ان میں ابوہریرہ کا بھی ذکر کیا ہے۔"

"عن قتادة قال صل فی السفینة ولا تشق علیٰ اصحابک."(۲۱)

"قتادہ کہتے ہیں کہ کشتی میں نماز پڑھو اور اپنے ساتھیوں پر نماز دشوار نہ کرو۔ (یعنی بیٹھ کر پڑھو)۔"

"عن عطاء قال یصلون فی السفینة قیاما الا ان یخافوا ان یغرقوا فیصلون جلوسا یتبعون القبلة حیث ما زالت."(۲۲)

"عطاء بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے سوائے اس کے کہ انہیں غرق ہونے کا خوف ہو، پھر بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جیسے کشتی قبلہ سے ہٹتی وہ بھی ہٹتے رہتے۔"

امام محمد فرماتے ہیں:

"قلت ارایت مسافرا صلی الفریضة فی السفینه وهو یستطع الخروج منها قال احب الی ان یخرج منها قلت فان لم یفعل؟ قال یجزیه قلت فان کانوا جماعة فصلوا فیها جماعة؟ قال یجزیهم. قلت فان صلوا فیها قعودا وهم لا یستطیعون القیام ویستطیعون الخروج من السفینة قال یجزیهم قلت و کذلک لو کان امام و خلفه قوم قعود و یصلی بهم؟ قال نعم. وهذا قول ابی حنیفة و قال ابو یوسف و محمد ،لا یجزیهم اذا کانوا یستطیعون القیام ان یصلوا قعودا قلت ارایت الرجل اذا صلی بالقوم فی سفینة وهی تدور فی الماء قال علیهم

ان یتوجھوا الی القبلة کلما دارت السفینة بھم." (۲۳)

''میں نے امام ابوحنیفہ سے کہا مجھے بتائیے ایک مسافر کشتی میں فرض نماز پڑھتا ہے حالانکہ وہ کشتی سے نکل کر بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔امام ابوحنیفہ نے کہا میرے نزدیک مستحب یہ ہے کہ وہ کشتی سے نکل کر نماز پڑھے۔ میں نے پوچھا اگر وہ ایسا نہ کرے؟ فرمایا اس کی نماز ہو جائے گی میں نے پوچھا: اگر کشتی میں لوگ جماعت سے نماز پڑھیں؟ فرمایا ان کی جماعت ہو جائے گی ۔ میں نے پوچھا اگر وہ کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھیں جبکہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں جبکہ وہ کشتی سے نکل کر نماز پڑھنے کی قدرت رکھتے ہوں؟ فرمایا ان کی نماز ہو جائے گی۔ میں نے پوچھا اگر اسی طرح جماعت کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھیں فرمایا ہاں ۔ یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد کہتے ہیں جب وہ قیام کی طاقت رکھنے کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھیں تو ان کی نماز جائز نہیں ہے۔ میں نے پوچھا یہ بتلایئے کہ ایک شخص کشتی میں جماعت کرا رہا ہے اور کشتی پانی میں گھوم رہی ہے آپ نے فرمایا ان پر قبلہ کی طرف متوجہ رہنا لازم ہے کشتی کے ساتھ ساتھ وہ بھی گھومتے رہیں۔''

امام ابوحنیفہ نے کشتی میں نماز کے بارے میں جتنے احکام بیان کیے ہیں ان سب کا ثبوت ان آثار صحابہ میں موجود ہے جن کا ذکر ہم نے مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے کیا ہے صرف ایک بات وضاحت طلب رہ جاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ قیام پر قدرت کے باوجود کشتی میں بیٹھ کر نماز کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد ایسی سورت میں قیام کو لازم قرار دیتے ہیں ہر چند کہ آثار صحابہ میں امام ابوحنیفہ کی تائید موجود ہے لیکن ہم امام ابوحنیفہ کے مؤقف کو مزید واضح کرنا چاہتے ہیں۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ظاہر قیاس پر مبنی ہے اور امام ابوحنیفہ کا قول استحسان پر مبنی ہے وجہ استحسان یہ ہے کہ جو شخص کشتی میں کھڑا ہوتا ہے عام طور پر اس کے سر میں چکر آتا ہے اور حکم عام احوال کے مطابق لاگو کیا جاتا ہے شاذ اور نادر احوال پر حکم نہیں لگایا جاتا، جیسا کہ لیٹے ہوئے شخص کی نیند کو وضو ٹوٹنے کا سبب قرار دیا ہے کیونکہ عام طور پر ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کنواری لڑکی کے سکوت کو حیاء کے باعث رضا قرار دیا ہے کیونکہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے اگر چہ بعض جزئیات اس کے خلاف بھی ہوتی ہیں۔

ریل گاڑی (ٹرین) میں نماز:

ائمہ اربعہ اور فقہا متقدمین کے زمانہ میں ٹرین ایجاد نہیں ہوئی تھی، یہ بعد کی ایجاد ہے اس لیے ہمیں ٹرین میں نماز کے مسئلہ کو سابقہ نظائر میں تلاش کرنا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چوپایہ (اونٹنی یا کسی اور سواری) پر فرض نہیں پڑھتے تھے اور نفل پڑھتے تھے۔ (۲۴)

فقہاء اربعہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ چوپایہ پر نفل جائز ہیں اور فرض جائز نہیں اور کشتی پر فرض کے جواز میں آئمہ

اربعہ متفق ہیں۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ کشتی پر فرض بالا جماع جائز ہے۔(۲۵)

اب دیکھنا یہ ہے کہ ٹرین کشتی کے حکم میں ہے یا چوپایہ کے۔ چوپایہ اور ٹرین میں ایک واضح اور بنیادی فرق یہ ہے کہ چوپایہ ذی روح اور ذی اختیار وارادہ ہے جبکہ ٹرین غیر ذی روح اور غیر ذی اختیار وارادہ ہے اس لحاظ سے ٹرین کشتی کے مشابہ ہے اور بحری جہاز اور ٹرین میں یہ امور مشترک ہیں دونوں تیل اور سٹیم انجن سے چلتے ہیں دونوں کا چلانے والا ڈرائیور ہے یعنی چوپایہ کی طرح ان کا از خود چلنا متصور نہیں ہے، فقہاء نے کشتی میں نماز کے جواز کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ کشتی میں کمرہ یا مکان کی طرح موضع قرار حاصل ہے اور چوپایہ میں موضع قرار حاصل نہیں ہے۔(۲۶)

کشتی کے چلنے سے کشتی میں سوار شخص کا عرفاً مکان اور جگہ تبدیل نہیں ہوتی۔ ٹرین میں بھی یہ دونوں وجہیں مشترک ہیں پھر ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ٹرین کو کشتی پر قیاس نہ کیا جائے اور ٹرین میں فرائض کے جواز کا حکم نہ عائد کیا جائے۔

ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ اس زمانہ میں ٹرین سفر کا ایک معتاد اور معروف ذریعہ ہے جس سے ہر طبقہ کے لوگ استفادہ کرتے ہیں اور ٹرین کا سفر مسافروں کی منازل سفر کے اعتبار سے بعض اوقات چند گھنٹوں سے لیکر ایک یا دو دن سے زیادہ تک مسلسل جاری رہتا ہے اور اس سفر کے دوران کئی نمازوں کے اوقات آتے ہیں اس بات کو بھی سب جانتے ہیں کہ ہنگامی صورت حال کے علاوہ ٹرین کے اسٹیشن یعنی رکنے کے مقامات اور اوقات معین ہوتے ہیں اور ایک ٹرین کے اوقات کار کے ساتھ اس لائن پر چلنے والی متعدد ٹرینوں کی آمد ورفت ٹرین کا نظام مربوط ہوتا ہے اور ان میں ردوبدل ہر شخص کے بس میں نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شخص ہر مقام پر اور ہر وقت حسب منشاء نماز یا کسی اور مقصد کے لیے ٹرین کو رکوا سکتا ہے بلکہ ناگزیر اور غیر معمولی حالات کے علاوہ ایسا کرنا قانوناً جرم ہے اور اگر کوئی شخص اپنی دانست میں انتہائی تقویٰ کا مظاہرہ کرتے ہوئے نماز ادا کرنے کے لیے چلتی گاڑی سے اتر کر نماز پڑھنا چاہتا ہو اسے سوائے خودکشی کے اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ خلاصہ یہ کہ چلتی ہوئی ٹرین مسلسل دو سوا دو گھنٹہ تک دوڑتی رہتی ہے اور شالیمار ایسی ٹرینیں چار سے پانچ گھنٹے تک دوڑتی رہتی ہیں اور اس دوران بعض نمازوں کا وقت آکر نکل جاتا ہے کیونکہ فجر اور مغرب کا وقت بالعموم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے۔ اور ان کا وقت کسی موسم میں بھی ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوتا اور احناف کے مذہب پر عصر کا وقت بھی بالعموم ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اس دوران اگر مسافر نماز نہ پڑھیں تو فرض کے تارک قرار پائیں گے۔

لہٰذا یہ مسئلہ علماء کے لیے غور طلب ہے کہ ایسی صورت میں ٹرین کو کشتی پر قیاس کر کے فرض نماز کی اجازت دیں یا ٹرین کو چوپایہ پر قیاس کر کے ٹرین میں فرض نماز کو ناجائز اور پڑھنے کے بعد واجب الاعادہ قرار دیں یا جان اور مال کی ہلاکت کے عذر کے پیش نظر فرض نماز کو جائز قرار دیں اور اعادہ لازم نہ کریں۔ ٹرین کو کشتی پر قیاس کر کے ہم گفتگو کر چکے اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر ٹرین کو چوپایہ پر بھی قیاس کیا جائے تب بھی جان اور مال کی ہلاکت کے عذر کی وجہ سے اس پر فرض نماز جائز

ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے اور عذر واضح ہے کیونکہ جس وقت ٹرین تقریباً ایک سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہو اور نماز کے پورے وقت میں نہ رکتی ہو ایسے وقت میں ٹرین سے نماز پڑھنے کے لیے اترنا اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے اور یہ بہت بڑا عذر ہے جبکہ اس سے بہت کم درجے کے عذر میں فقہاء نے چوپایہ پر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہیاور اعادہ لازم نہین کیا ہے۔ اس مسئلہ کو فقہاء نے اس حدیث شریف سے مستنبط کیا ہے:

"عن عمرو بن عثمان بن یعلیٰ بن مرة عن ابیه عن جده انهم کانوا مع النبی ﷺ فی سفر فانتهوا الی مضیق فحضرت الصلوٰة فمطروا السمآء من فوقهم و البلة من اسفل منهم فاذن رسول الله ﷺ وهو علی راحلته و اقام فتقدم علی راحلته فصلی بهم یومی ایماء یجعل السجود اخفض من الرکوع و کذا روی عن انس بن مالک انه صلی فی ماء و طین علیٰ دابته و العمل علیٰ هذا عند اهل العلم و به یقول احمد و اسحاق." (۲۷)

''یعلیٰ بن مرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سفر میں گھر گئے نماز کا وقت آ گیا آسمان سے بارش ہو رہی تھی اور نیچے زمین پر کیچڑ تھی رسول اللہ ﷺ نے سواری پر اذان دیا اور اقامت کہی پھر آپ اپنی سواری پر آگے بڑھ گئے اور صحابہ کرام آپ کے پیچھے سواریوں پر تھے۔ آپ نے سواری پر انہیں اشارہ سے نماز پڑھائی اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے کیچڑ کی وجہ سے چوپایہ (سواری) پر نماز پڑھی۔ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے اور امام احمد اور اسحٰق کا یہی مذہب ہے۔''

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے ترمذی اور اثرم کی روایت سے اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور بتلایا ہے کہ امام احمد کے نزدیک کیچڑ کی وجہ سے چوپایہ پر فرض نماز جائز ہے۔ مزید لکھتے ہیں قاضی ابو یعلیٰ نے کہا میں نے ابو عبداللہ دامغانی سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہون نے کہا کے امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ کیچڑ اور بیماری کی وجہ سے چوپایہ پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اصحاب شافعی کیچڑ اور مرض کی وجہ سے چوپایہ پر نماز کی اجازت نہیں دیتے اور امام مالک سے دونوں روایتیں ہیں۔ (۲۸)

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور امام مالک کے نزدیک کیچڑ اور بیماری کی وجہ سے چوپایہ پر فرض نماز ہو سکتی ہے لہٰذا اگر ٹرین کو چوپایہ پر بھی قیاس کریں تب بھی آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ٹرین پر فرض نماز جائز ہو گی کیوں کہ ہلاکت کا عذر بہر حال کیچڑ اور بیماری سے زیادہ قوی ہے۔ جن اعذار کی وجہ سے چوپایہ پر نماز جائز ہے۔ چلتی ہوئی ٹرین پر نماز پڑھنے کے جواز میں بارش کی وجہ سے سواری سے اترنے پر اسے قیاس کرنا بھی درست ہے کیونکہ چلتی ہوئی ٹرین سے اترنا بارش میں چوپایہ سے اترنے کی نسبت زیادہ دشوار ہے۔

بعض فقہاء نے چلتی ہوئی ٹرین میں نماز کی ادائیگی پر یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ اگر ٹرین روک لی جائے تو زمین

ہی پر ٹھہرے گی اور تخت کی مثل ہو جائے گی کیونکہ بعض دفعہ بعض امور کے تیے اسے روکا جاتا ہے اور نماز کے لیے نہیں روکا جاتا ہے تو یہ عذر بندوں کی طرف سے ہوا اور ایسے منع کی حالت میں وہی حکم ہے نماز پڑھ لے اور رکاوٹ کے ختم ہونے کے بعد اس کا اعادہ کرے۔

مولانا امجد علی نے بھی عذر من جہۃ العباد کی وجہ سے ٹرین میں پڑھی ہوئی نماز کو دہرانے کا حکم دیا ہے۔(۲۹)،
مولانا امجد علی کی یہ عبارت اس قاعدہ پر موقوف ہے کہ اگر کسی کام کے نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذر ہو تو اس میں رخصت ہوگی اور اگر مخلوق کی جانب سے عذر ہو تو رخصت نہیں ہوگی مثلاً اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ بیماری اللہ کی جانب سے ہے اور اگر کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تم کھڑے ہوئے تو میں تم کو قتل کر دوں گا اور اس وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو شرعاً بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رخصت نہیں ہے کیونکہ یہ عذر مخلوق کی وجہ سے ہے اگر بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا اور زیر بحث مسئلہ میں جب نماز کے وقت ٹرین تیز رفتاری سے چل رہی ہے اور وہ اس وجہ سے اتر کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو شرعاً اس کو ٹرین میں پڑھنے کی رخصت نہیں ہے کیونکہ ٹرین کا نہ رکنا ڈرائیور کی وجہ سے ہے اس لیے یہ عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں مخلوق کی وجہ سے ہے اگر ٹرین میں نماز پڑھے گا تو اس کو لوٹانا ہوگا۔

اس قاعدہ کی اصل کتاب وسنت اور ہمارے آئمہ کے اقوال میں نہیں ہے بلکہ کتاب وسنت اور اقوال آئمہ سے اس قاعدہ کے خلاف ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿فان خفتم فرجالا او رکبانا﴾ (بقرہ:۲۳۹) اگر تم (دشمنوں سے) خوف زدہ ہو تو پیادہ یا سوار جس طرح بن پڑے (نماز پڑھو) میدان جنگ میں کفار کے خوف سے جب مسلمان پیادہ یا سوار نماز پڑھیں گے تو یہ عذر من جہت العباد (مخلوق کی وجہ سے) ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ خوف کو مشروع فرمایا اور اعادہ لازم نہیں فرمایا۔

"عن ابن عمر عن النبی ﷺ وان کانوا اکثر من ذلک فلیصلوا قیاما ورکبانا."(۳۰)
"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر دشمن اس سے زیادہ ہوں (یعنی اتنی زیادہ تعداد میں ہوں کہ ان سے جان کا خطرہ محسوس ہو) تو قیام اور سواری کی حالت میں نماز پڑھو۔"

"عن ابن عمر قال فان کان خوف هو اشد من ذلک صلوا رجالا قیاما علی اقدامهم او رکبانا مستقبلی القبلہ او غیر مستقبلیها قال مالک قال نافع لا اری عبداللہ بن عمر ذلک الاعن رسول اللہ ﷺ." (۳۱)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر خوف اس سے (امام کی اقتداء میں ایک رکعت نماز پڑھنے سے) بڑھ جائے تو پاپیادہ یا سوار ہو کر نماز پڑھو خواہ قبلہ کی طرف منہ ہو یا (مجبوری کی وجہ سے) نہ ہو۔امام مالک نے کہا

نافع کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی فرمائی ہے۔''

ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ ہدایت کی ہے کہ اگر کفار کا خوف بڑھ جائے تو نہ صرف پا پیادہ یا سواری کی حالت میں نماز کی اجازت ہے بلکہ یہ بھی اجازت دی گئی ہے کہ اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکو پھر بھی نماز پڑھ لو اور یہ عذر مخلوق کی جانب سے ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی ہے اور اعادہ نماز کا حکم نہیں دیا

ائمہ احناف نے بھی انہیں احادیث کی روشنی میں تصریحات فرمائی ہیں امام محمد فرماتے ہیں:

''قلت ارایت رجالایخاف العدو فلایستطیع النزول عن دابته ایسعه ان یصلی علی دابته وهو یسیر حیث توجهت یومی ایماء ویجعل السجود اخفض من الرکوع قال نعم'' (۳۲)

''میں نے امام ابوحنیفہ سے کہا یہ بتلائیے کہ ایک شخص کو دشمن کا خوف ہو لہٰذا وہ سواری سے نہیں اتر سکتا کیا وہ چلتی ہوئی سواری پر اشاروں سے نماز پڑھ سکتا ہے اس حال میں کہ سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو؟ فرمایا ہاں!''

امام ابوحنیفہ کا یہ قول اس مطلب میں بالکل واضح ہے کہ مخلوق کی جانب سے عذر ہو پھر بھی رخصت حاصل ہوتی ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے اور یہ چلتی ہوئی ٹرین میں بلا اعادہ نماز کے جواز پر واضح دلیل ہے:

اس قسم کے ایک اور مسئلہ میں امام محمد فرماتے ہیں:

''قلت ارایت ان لم یکن معه ماء وکان معه رفیق له ماء فابی رفیقه ان یعطیه من الماء شیئا الابثمن کثیر قال یتیمم ولا یشتری ان شاء قلت لم؟ قال ارایت لو قال صاحب الماء ابیعک لوضوئک من الماء ما یکفیک بالف درهم او اکثر من ذلک اکان یجب علیه ان یشتریه منه فله لا یشتریه ولکنه یتیمم ویصلی '' (۳۳)

''میں نے امام ابوحنیفہ سے کہا مجھے یہ بتلائیے کہ اگر مسافر کے پاس پانی نہ ہو اور اس کے ساتھی کے پاس پانی ہو اور وہ زیادہ قیمت لیے بغیر دینے سے انکار کرے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا تیمّم کرلے اور اگر چاہے تو نہ خریدے میں نے پوچھا کیوں؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا بتلاؤ اگر پانی والا کہے میں وضو کے لیے پانی ایک ہزار درہم یا اس سے زیادہ کے عوض فروخت کروں گا کیا اس پر پانی خریدنا واجب ہے؟ اس کے لیے جائز ہے کہ پانی نہ خریدے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔''

اس صورت میں وضو نہ کرنے کی وجہ پانی والے کا گراں قیمت پر پانی دینا ہے اور یہ عذر مخلوق کی جانب سے ہے

اس کے باوجود امام ابوحنیفہ نے تیمّم کی رخصت دی اور نماز کا اعادہ لازم نہیں کیا۔ صلوٰۃ خوف میں متاخرین فقہاء نے بھی اعادہ کو لازم نہیں کیا اور بوجود عذر من جہت العباد کے چلتی ہوئی سواری پر اشاروں سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"فان اشتد الخوف صلوا ركبانافرادى يومؤن بالركوع والسجودالى اى جهة شاء واذا لم يقدروا على التوجه الى القبلة كذا في الهداية واشتدادالخوف هنا ان لا يدعهم العدوبان صلوا نازلين بل يهجموهم بالمحاربة كذا في الجوهرة النيرة. ولا يصلون بجماعة ركبانا الاان يكون الامام والمقتدى على دابة فيصح اقتداء المقتدى به واذا صلى بالايماء لم تلزمه الاعادة بعد زوال العذر في الوقت و خارج الوقت." (۳۴)

"اگر دشمن کا خوف زیادہ ہو تو اکیلے اکیلے سوار ہو کر نماز پڑھیں جس طرح چاہیں منہ کر کے اشارہ سے رکوع سجود کر کے نماز پڑھیں جبکہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے پر قادر نہ ہوں اور خوف کی زیادتی یہ ہے کہ دشمن ان کو سواری سے اتر کر نماز نہ پڑھنے دے اور ان پر ٹوٹ پڑے۔ سواری پر باجماعت نماز اس وقت پڑھیں جب امام اور مقتدی دونوں سواری پر ہوں تب اقتداء صحیح ہوگی اور جب اشارے سے نماز پڑھی ہو تو عذر زائل ہونے کے بعد اس کا دہرانا لازم نہیں ہے وقت میں نہ اس کے بعد۔"

اس اقتباس میں اس بات پر واضح دلیل ہے کہ چلتی ہوئی ٹرین سے نہ اتر سکنے کے عذر کی بنا پر ٹرین میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے اور دوسری بات جو واضح طور پر ثابت ہے وہ یہ ہے کہ مخلوق کی وجہ سے عذر (من جهة العباد) کی بناء پر بھی نماز میں رخصت حاصل ہوتی ہے اور اس بات کی تصریح ہے کہ اعادہ لازم نہیں ہے۔

عذر من جهة العباد پر بحث کرتے ہوئے علامہ شامی فرماتے ہیں:

"وفي منية المصلي لوصلى بالايماء لخوف عدواوسبع او مرض او طين لايعيد بالاجماع." (۳۵)

منیۃ المصلی میں ہے اگر کسی شخص نے دشمن یا درندہ سے خوف یا مرض یا کیچڑ کی بناء پر اشاروں سے نماز پڑھی تو وہ اس نماز کو بالاجماع نہیں دہرائے گا۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

"وفي التجنيس رجل اراد ان يتوضاء فمنعه انسان عن ان يتوضابوعيد قيل ينبغي ان يتيمم ويصلي ثم يعيد الصلوة بعد مازال عنه لان هذا عذر جاء من قبل العباد فلا يسقط فرض

الوضوء عنه فعلم منه ان العذر ان كان من قبل الله تعالىٰ لا تجب الاعادة وان كان من قبل العبد وجبت الاعادة ثم وقع الاختلاف فى الخوف من العدو هل هو من الله فلا تجب الاعادة او هو بسبب العبد فتجب الاعادة ذهب صاحب معراج الدراية الى الاول و ذهب صاحب النهاية الى الثانى والذى يظهر ترجيح ما فى النهاية لما قلناه من مسئلة منع السيد عبده بوعيد من الحبس والقتل فانه ليس فيه الا الخوف لا المنع الحسى وكذا ظاهر ما قلناه عن التنجيس كما لا يخفىٰ لكن قد يقال لا مخلفة بين ما فى النهاية والدارية فان ما فى النهاية محمول على ما اذا حصل وعيد من العبد نشاء منه الخوف فكان هذا من قبل العباد وما فى الدراية محمول على ما اذا لم يحصل وعيد من العبد اصلا بل حصل خوف منه فكان هذا من قبل الله تعالىٰ اذا لم يتقدمه وعيد ." (۳۶)

''تجنیس میں ہے کہ ایک شخص نے وضو کا ارادہ کیا دوسرے شخص نے اس کو وضو کرنے پر ڈرایا دھمکایا۔ کہا گیا ہے کہ وہ شخص تیمّم کر کے نماز پڑھ لیا اور عذر زائل ہونے کے بعد نماز دہرائے کیونکہ یہ عذر مخلوق کی وجہ سے متحقق ہوا۔ لہٰذا اس عذر کی وجہ سے وضو کی فرضیت ساقط نہیں ہوگی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر عذر من جانب اللہ ہو تو اعادہ لازم نہیں اور اگر عذر من جانب العباد ہو تو اعادہ لازم ہے، پھر اس بات میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ دشمن سے جو خوف لاحق ہوتا ہے وہ من جانب اللہ ہے حتی کہ اعادہ لازم نہ ہو یا من العباد حتیٰ کہ اعادہ لازم ہو صاحب معراج الدرایہ نے کہا کہ دشمن کا خوف من اللہ ہے اور صاحب النہایہ نے کہا من العباد ہے، بظاہر صاحب النہایہ کی بات وزنی ہے جیسا کہ ہم نے کہا تھا کہ کوئی شخص اپنے نوکر سے کہے کہ اگر تو نے وضو کیا تو تجھے قتل کر دوں گا یا قید کر دون گا یہ حسی خوف ہے اور یہی صاحب تجنیس کی عبارت کا مفہوم ہے لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نہایہ اور درایہ مین کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ نہایہ کی عبارت کا مفاد یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو عبادت اصل طریقہ پر کرنے سے ڈرائے اور دھمکائے تو اس شخص سے خوف پیدا ہوگا اور یہ عذر من جاب العباد ہے اور درایہ کا مفہوم یہ ہے کہ دشمن بالکل دھمکی نہ دے نہ ڈرائے بلکہ یونہی اس سے خوف پیدا ہوا اس صورت میں یہ عذر من اللہ ہوگا جبکہ اس سے پہلے کوئی دھمکی نہ ہو۔''

علامہ شامی نے بھی اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عبادت کے اصل طریقہ سے کرنے پر دھمکی دے اور ڈرائے تب یہ عذر من العباد ہوگا ورنہ عذر من اللہ ہے اور کہا کہ حلیہ میں بھی یہی ہے اور صاحب نہر نے بھی اس قائم رکھا۔ اور علامہ علائی صاحب درمختار نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا پھر علامہ شامی نے اس کی تائید میں درمختار سے یہ جزئیہ پیش کیا۔

"وقدم الشارح فی الغسل ان المراۃ بین رجال تتیمم وقدمنا ان الرجل کذٰلک و ان الظاھر انه لا اعادۃ علیه ولا علیھا لان المانع شرعی وھو کشف العورۃ عند من لا یحل له رؤیتھا والمانع منه الحیاء و خوف اللہ تعالیٰ وھما من اللہ تعالیٰ لا من قبل العباد۔"(۳۷)

''شارح (صاحب درمختار) نے غسل کے مبحث میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی عورت پر غسل فرض ہو اور وہ مردوں کے درمیان گھری ہوئی ہو (یعنی علیحدہ ہوکر نہانے کی جگہ نہ ہو) تو وہ تیمّم کرے اسی طرح مرد بھی اگر مردوں کے درمیان ہو تو تیمّم کرے اور یہ ظاہر ہے ان دونوں پر اعادہ نہیں ہے کیونکہ غسل سے مانع شرعی موجود ہے کیونکہ غسل کی صورت میں ان لوگوں کے سامنے شرمگاہ کھولنی پڑے گی جن کے سامنے شرمگاہ کھولنا جائز نہیں ہے اور اس سے مانع حیاء اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور یہ عذر من اللہ ہے من العباد نہیں ہے۔''

فقہاء کی تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ عذر من جہۃ العباد اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص اصل طریقہ پر عبادت کرنے سے ڈرائے اور دھمکائے اور چلتی ہوئی ٹرین سے اتر کر نماز پڑھنے پر چونکہ کسی شخص کی طرف سے ڈرانا یا دھمکانا متحقق نہیں ہوتا بلکہ مسافر حادثہ اور ہلاکت کے خطرہ اور خوف سے چلتی ہوئی ٹرین سے نہیں اترتا۔ لہٰذا یہ خوف بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اس لیے ٹرین مین نماز پڑھنا عذر من اللہ کی وجہ سے ہے عذر من العباد کی وجہ سے اصلاً نہیں ہے اس لیے ٹرین میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے۔

اس سے پہلے ہم نے قاضی خان، عالمگیری، طحطاوی اور متعدد فقہاء کے حوالوں سے ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی شخص درندہ، دشمن یا چور اور ڈاکو کے ڈر سے چلتی ہوئی سواری پر فرض نماز پڑھے تو جائز ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان فقہاء نے اس خوف کو عذر من اللہ قرار دیا ہے عذر من جہۃ العباد قرار نہیں دیا اور دلیل بعینہ چلتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھنے پر منطبق ہوتی ہے۔

ٹرین میں نماز پڑھنے کا طریقہ:

جب ٹرین میں نماز کا وقت آجائے تو نماز پڑھنی چاہیے اور اگر نماز کے پورے وقت میں ٹرین نہیں رکتی تو ٹرین میں نماز پڑھنا فرض ہے اور اس کا ترک فرض کا ترک اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے۔ مسافروں کو ٹرین میں سفر کے وقت قبلہ نما (جو آسانی سے مل جاتا ہے) رکھنا چاہیے اور اس سے قبلہ کی سمت متعین کریں ورنہ دن میں سورج کو دیکھ کر بھی قبلہ کی سمت معلوم ہو جاتی ہے اور قبلہ کی جانب کھڑے ہوکر نماز پڑھیں۔

ہوائی جہاز میں نماز:

جن دلائل سے ٹرین میں فرض نماز پڑھنا ثابت ہے انہیں دلائل سے ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا ثابت ہے بلکہ

ہوائی جہاز میں وجہ جواز زیادہ قوی ہے کیونکہ ہوائی جہاز کی پرواز کے دوران نماز کے وقت اس سے اترنا قطعاً غیر متصور ہے بعض پروازوں میں بارہ بارہ گھنٹہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پرواز کرتا رہتا ہے بہر حال جب نماز کے پورے وقت کے دوران جہاز پرواز کرتا رہے تو نماز کا پڑھنا فرض ہے اور اس کا ترک گناہ کبیرہ ہے۔ ہوائی جہاز میں اپنی سیٹ پر بیٹھ کر اشاروں سے رکوع سجود کرے اور سجود میں رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکے اور فرض نماز کو ترک نہ کرے۔

خلاصہ کلام:

ٹرین اور طیارہ میں فرض نماز کے جواز پر قرآن وسنت، اجماع، قیاس چاروں کے دلائل موجود ہیں قرآن مجید میں ہے: "**فان خفتم فرجالا او رکبانا**" (بقرہ:۲۳۹) اگر تم (دشمنوں سے) خوف زدہ ہو تو پیادہ یا سوار جس طرح بن پڑے (نماز پڑھو) چلتی ہوئی ٹرین اور طیارہ سے نماز کے وقت اترنے مین جان کا خوف ہے اور خوف کے وقت سواری پر اس آیت کی رو سے نماز جائز ہے۔ سنت سے دلیل ترمذی کی وہ روایت ہے ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے کیچڑ میں اترنے کی دشواری کی وجہ سے سواری پر نماز پڑھائی۔ اجماع سے دلیل یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے سواری پر نماز پڑھنے کا جواز اور بعد میں اسے نہ لوٹانے پر امت کا اجماع ہے۔ قیاس سے دلیل یہ ہے کہ ٹرین اور طیاہ کو اولاً کشتی پر قیاس کیا گیا ہے اور ثانیاً چوپایہ پر ہر اعتبار سے ٹرین پر نماز کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ i- نووی، یحییٰ بن شرف (م ۶۷۶ھ)، شرح صحیح مسلم، ج۱ص ۲۴۴، مطبوعہ نور محمد، کراچی ۱۳۷۵ھ

ii- ابوعبداللہ وشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۲ص ۳۵۳ مطبوعہ دارلکتب العلمیہ، بیروت)

iii- شیبانی، محمد بن حسن م۱۸۹ھ)، المبسوط ج۱ص ۲۹۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولیٰ

iv- ابن عابدین، شامی (م ۱۳۵۲ھ)، ردالمحتار علی الدر المختار، ج۱ص ۶۵۴-۶۵۸، مطبعۃ البابی الحلبی، مصر

v- ابن جزی، القوانین الفقھیہ ص ۵۵، مطبعہ النھضہ، فاس

vi- احمد ضریر، مالکی (م ۱۱۹۷ھ)، الشرح الصغیر، ج۱ص ۲۹۸-۳۰۲، مطبعہ البابی، حلبی، مصر

viii- نووی، یحییٰ بن شرف (م ۶۷۶ھ) المجموع شرح المہذب، ج ۲ص ۲۱۴-۲۱۶، دارالفکر، بیروت

x- ابن قدامہ، عبدالرحمٰن بن محمد (م ۶۸۲ھ)، المغنی مع شرح الکبیر، ج۱ص ۱۵۵، دارالحدیث القاہرہ

۲۔ القشیری، ابوالحسن مسلم بن الحجاج، صحیح، صلاۃ المسافرین، رقم ۱۶۱۰ص ۲۷۶، دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۳۱ھ

۳۔ ایضاً، رقم ۱۶۱۱ص ۲۷۶

۴۔ i- ایضاً، رقم ۱۶۱۲ ii- ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م ۲۷۹ھ)، جامع ترمذی تفسیر القرآن، رقم ۲۹۵۸ ص ۸۱۹، دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۶ھ

۵۔ i- مسلم، صلاۃ المسافرین، رقم ۱۶۱۴ص ۲۷۶

ii- ابوداؤد، سلیمان بن اشعث (م ۲۷۵ھ)، سنن، کتاب صلاۃ المسافر، رقم ۱۲۰۶ص ۲۵۲ محقق دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض ۱۴۳۰ھ

iii- نسائی، احمد بن شعیب (م ۳۰۳ھ)، سنن، کتاب المساجد، رقم ۷۳۹ص ۱۶۷، دارالمعرفہ، بیروت. ط۱، ۱۴۲۸ھ

۶۔ i- مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم ۱۶۱۵ص ۲۷۶

ii- ترمذی، جامع صحیح، کتاب الوتر، رقم ۴۷۲ص ۱۶۲

iii- نسائی، سنن، قیام اللیل، رقم ۱۶۸۷ص ۳۵۸

iv- ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی (م ۲۷۵ھ)، سنن، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم ۱۲۰۰ص ۲۸۴ دارالفکر بیروت ۱۴۲۸ھ

۷۔ i- مسلم، صحیح، صلاۃ المسافرین، رقم ۱۶۱۸ص ۲۷۷

ii- بخاری، جامع صحیح، تقصیر الصلاۃ، رقم ۱۰۹۸ص ۳۲۳

iii- ابوداؤد، سنن، صلاۃ السفر، رقم ۱۲۲۴ص ۲۵۲

iv- نسائی، سنن، کتاب القبلہ، رقم ۷۴۳ص ۱۶۸

۸۔ i- مسلم، صحیح، صلاۃ المسافرین، رقم ۱۶۱۹، ص ۲۷۷
ii- بخاری، جامع صحیح، تقصیر الصلاۃ، رقم ۱۰۹۳، ص ۳۲۲
۹۔ i- ایضاً، رقم ۱۶۲۰
ii- ایضاً، رقم ۱۱۰۰
۱۰۔ سرخسی، شمس الدین، ابوبکر محمد بن احمد (م ۴۸۳ھ) المبسوط، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الاولیٰ، ج ۱، ص ۲۹۵
۱۴۰۰ھ
۱۱۔ المبسوط لامام محمد، ج ۱، ص ۲۵۱
۱۲۔ اوزجندی، حسن بن منصور (م ۲۹۵ھ)، فتاوی قاضی خاں علی ہامش الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۰ مطبوعہ مطبع بولاق مصر، الطبعہ الثانیہ ۱۳۱۰ھ
۱۳۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۳ مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر، الطبعۃ الثانی، ۱۳۱۰ھ
۱۴۔ i- کاسانی، علاؤالدین بن مسعود (م ۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع، مطبوعہ ایچ ایم سعید، کراچی ۱۴۰۰، ج ۱، ص ۱۰۹،
ii- ابن ہمام، کمال الدین (م ۸۶۱ھ)، فتح القدیر، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ج ۱، ص ۴۰۳
iii- بابرتی، محمد بن محمود (م ۷۸۶ھ)، عنایہ علی ھامش فتح القدیر، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ج ۱، ص ۴۰۳
iv- خوارزمی، جلال الدین، کفایہ مع فتح القدیر، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر،، ج ۱، ص ۴۰۳
v- حلبی، ابراہیم (م ۶۷۷ھ)، غنیۃ المستملی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۳۳ھ، ص ۲۶۹-۲۷۰
vi- شامی، ابن عابدین (م ۱۲۵۲ھ)، ردالمحتار، مطبوعہ مطبع عثمانیہ، استنبول ۱۳۲۷ھ، ج ۱، ص ۵۵
vii- ابن نجیم، زین الدین (م ۹۷۰ھ)، بحر الرائق، ج ۲، ص ۶۴، مطبوعہ مطبعہ ماجدیہ کوئٹہ
viii- حصکفی، علاؤالدین (م ۱۰۸۸ھ)، درمختار علی ھامش ردالمحتار، مطبوعہ مطبع عثمانیہ، استنبول، ج ۱، ص ۶۵۶
۱۵۔ زحیلی، وھبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۲، ص ۶۷۷
۱۶۔ المجموع شرح المہذب، ج ۳، ص ۲۱۴
۱۷۔ المغنی مع شرح الکبیر، ج ۲، ص ۴۷۸
۱۸۔ شرح مسلم، ج ۱، ص ۲۵۴
۱۹۔ ابن ابی شیبہ، حافظ ابوبکر، (م ۲۳۵ھ) المصنف ج ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔ الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ
۲۰۔ عبدالرزاق ابن ہمام، (م ۲۱۱ھ)، المصنف ج ۲ ص ۵۸۲ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۲ھ
۲۱۔ مصنف عبدالرزاق، ج ۲ ص ۵۸۱
۲۲۔ مصنف عبدالرزاق، ج ۲ ص ۵۸۱
۲۳۔ المبسوط، ج ۱، ص ۳۰۷-۳۰۶